ملکیت انسانی کا ثبوت احادیث کی روشنی میں

Rights of Man's Ownership according to the light of Ahadith

Dr. Muhammad Ishaq*
Dr. Mushtaqullah Hashmi**

Abstract
Nature created man as a social creature that innately establishes, thrives in and progresses through a social system. Therefore, it is in the very interest and survival of man that a healthy society is established. For that to transpire, it was a necessity to bestow man with rights and give him a certain range of autonomy and ownership over things circumnavigate by divine laws to make this autonomous being accountable. So that a thing man owns should not be a source of discomfort for others. In this regard, the personal conduct, saying, prescribed laws and verdicts of the Prophet Muhammad (S.A.W) are the best guidelines we have to follow and found an ideal society. In this paper evidences have been collected that substantiate that ummah can get guideline from Hadith for ownership, that a man can claim ownership to a thing and has rights bestowed by Divining to make use of them.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہمارے لئے نمونہ اور آپ کا قول ہمارے لئے مکمل سند کا درجہ رکھتا ہے۔انسانی حقوق کے حوالے سے آپ سے بڑھ کر کس نے کچھ کہا ہو گا۔اس سلسلے میں لوگوں کے درمیان فیصلے آپ نے فرمائے، مظلوموں کو ان کا حق دلوایا، ظالموں کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائی۔اور املاک پر فرد کو کیا حقوق حاصل ہوتے ہیں، یہ سب آپ نے بالتفصیل بیان فرمائے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو اشیاء پر قبضہ کا حق عطا فرمایا،اپنی حقیقی ملکیت میں انسان کو عارضی مالک بنایا۔اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وعمل ہمارے کس طرح رہنمائی کرتا ہے،اس مقالہ میں اس پر روشنی ڈالی جائے گی۔آپ کی سیرت طیبہ سے فرد کی ذاتی اور انفرادی ملکیت کا ثبوت ملتا ہے، کہ ایک شخص اپنی ذاتی اور انفرادی ملکیت میں جتنی بھی جائز اور حلال املاک رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے،اسے اس بات کا اختیار اور حق حاصل ہے۔

حفاظت مال کے حکم سے ثبوت ملکیت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرد کو اپنی اشیاء کی حفاظت کرنے کا حق بیان کرتے ہوئے اشیاء پر اس کے قبضہ کے حق کو تسلیم فرمایا کہ اگر مالک اپنے مال کو بچانے کی خاطر قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ایسے مقتول کے لیے شہادت جیسے بلند مرتبہ کا اعلان کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان اپنی ذاتی اور انفرادی ملکیت میں املاک جمع کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے، چنانچہ "صحیح بخاری" کی روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"سمعت رسول الله ﷺ يقول من قتل دون ماله فهو شهيد" (1)

ترجمہ۔میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

---

* Assistant Professor, Usool u din, Kulya Muarif Islamiyah, Jamia Karachi.
** Visiting Teacher, Usool u din, Kulya Muarif Islamiyah, Jamia Karachi.

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا:

"یارسول الله ارء یت ان جاء رجل یریداخذ مالی قاله فلاتعطه مالک قال ا رءیت ان قاتلنی قال قاتله قال ارءیت ان قتلنی قال فانت شهیدقال ارءیت ان قتلته قال هو فی النار" (2)

ترجمہ۔ اے اللہ کے رسول آپ کیا کہیں گے اس بارے میں کہ اگر ایک شخص میرے پاس میرا مال چھیننے کے ارادے سے آئے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اسے اپنا مال مت دو۔ اس شخص نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اس سے لڑو۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم شہید کہلاؤ گے۔ اس شخص نے پوچھا کہ اگر میں اس کو قتل کر دوں تو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

ان روایات میں اپنے مال کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اپنے مال کی حفاظت میں قتل کئے جانے والے کو شہید قرار دے دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے یہ تب ہی ممکن ہے جب اس انسان کو مالکانہ حقوق دئے جائیں۔

کسی کا مال ناحق لینے کی حرمت اور ثبوت ملکیت

مسلمان کے مال کی حرمت اور مکمل احترام بھی ہے، باطل طریقے سے اسے غصب کرنا کھلا جرم ہے۔ شریعت کی نظر میں ایسا شخص غاصب کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس کا یہ عمل قابل مذمت ہے۔ اس حوالے سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ ذیل میں بطور نمونہ چند کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کل المسلم علی المسلم حرام د مه وماله وعرضه" (3)

ترجمہ۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، مال اور آبرو۔

حضرت صخر بن عیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان القوم اذااسلموا احرزوا اموالهم ودماء هم"(4)

ترجمہ۔ بے شک جب کوئی قوم مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے مال اور خون کو محفوظ کر لیتی ہے۔

حضرت وابلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

"المسلم علی المسلم حرام دمه وعرضه وماله" (5)

ترجمہ۔ مسلمان کا مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حرمة مال المسلم کحرمة دمه" (6)

ترجمہ۔ مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

یہ تمام روایات مسلمان کے مال کی حرمت کے حوالے سے انتہائی واضح ہیں کہ ایک مسلمان کے ذمیجس طرح اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی جان، عزت اور آبرو کی حفاظت کرناضروری ہے،اسی طرح اس کے مال و جائیداد کی حفاظت کرنا بھی فرض ہے،ناجائزاور حرام طریقے سے اس پر قابض ہونا کسی بھی صورت روا نہیں ہے۔اس کا واضح مطلب ہے کہ انسان اپنے مال و جائیداد کا خود مالک ہے تب ہی تو دوسرے شخص کے لیے اس کے مال کو ناحق اور باطل طریقے سے لینے کو ناجائزاور حرام کہاجارہاہے۔اگرانسان اپنے مال و جائیداد کا مالک نہ ہوتاتواس کامال دوسرے انسان کے لیے مباح ہوتا،اس پر قبضہ کرنے کی صورت میں کسی کے لئے اتنی سخت وعیدیں ہر گز بیان نہ کی جاتیں۔

مالک کی خوشی کے بغیر مال لینے کی حرمت اور ثبوت ملکیت

وہ احادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے کسی سے اس کی کوئی شے لے لینے کی حلت کو اس کے مالک کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ مشروط بتلایااور مالک کی خوشی اور رضامندی کے بغیر اس چیز کے لے لینے کو ناجائزاور حرام قرار دیدیاہے۔ذرا ان میں سے چند روایات کو دیکھتے ہیں۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لایحل لمسلم ان یاخذ مال اخیه بغیرحق،وذٰلک لماحرم الله مال المسلم علی المسلم عصااخیه بغیر طیب نفسه" (7)

ترجمہ۔کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کامال ناحق طریقے پر لے۔اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کا مال دوسرے مسلمان کے لیے حرام کر دیاہے۔اور اس بات کو بھی حرام کر دیاہے کہ کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی رضامندی کے بغیر لے۔

مجمع الزوائد میں حضرت عمر بن یثربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے،وہ کہتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں آپ ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

"لایحل لامری من مال اخیه الاماطابت به نفسه" (8)

ترجمہ۔کسی آدمی کے لیے اپنے بھائی کے مال میں سے کوئی چیز بھی حلال نہیں ہے سوائے اس کیجو وہ اپنی رضامندی سے دیدے۔

حضرت ابو حرہ الرقاشی اپنے چچا سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لایحل مال امری مسلم الابطیب نفس منه" (9)

ترجمہ۔کسی مسلمان آدمی کا مال اس کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"لایاخذاحدکم متاع صاحبه لاعباًولاجاداًواذااخذاحدکم متاع صاحبه فلیردهاالیه" (10)

ترجمہ۔تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کا کوئی سامان مذاق میں لے اور نہ سنجیدگی میں۔اور اگر کسی کا کوئی سامان کبھی لیا ہو تو اسے اس کی طرف لوٹادے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واضح ارشادات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ فرد ذاتی طور پر اپنی اشیاء کا مالک ہے۔اس سے اس کی

کوئی چیز زبردستی نہیں لی جاسکتی۔ اگر ایسا کیا تو یہ عمل حرام ہوگا۔ اور واضح فرمادیا کہ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی اور خوشی کے بغیر دوسرا کوئی شخص ناحق اور حرام طریقے سے نہیں لے سکتا۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انسان اپنی املاک کا خود مالک ہے۔ شریعت نے اس کے اس حق کو تسلیم کیا ہے۔ اگر انسان اپنی املاک کا خود مالک نہ ہوتا تو یہاں اس چیز کی ممانعت نہ ہوتی۔ اس کی رضامندی اور خوشی کے بغیر اس کے مال کو دوسرے مسلمان کے لیے ناجائز اور حرام قرار دینا اس مال پر اس کے انفرادی حق کو تسلیم کرنا ہی ہے۔

غیر منقولہ جائیداد کی ملکیت کا ثبوت

اسلامی نقطہ نظر سے فرد اشیائے منقولہ اور غیر منقولہ دونوں طرح کی اموال کا ملاک ہوسکتا ہے۔ یہ سب اشیاء فرد اپنی نجی ملکیت میں رکھ سکتا ہے۔ کچھ دوسرے لوگوں نے اس سے اختلاف ضرور کیا ہے جیسا کہ سوشلزم یعنی اشتراکیت میں اس کی مثالیں موجود ہیں، لیکن اسلام نے اس سلسلے میں منقولہ اور غیر منقولہ دونوں طرح کے اموال میں کوئی فرق نہیں رکھا اور اس بات کی اجازت دی کہ فرد جائز حدود میں رہ کر ان اشیاء کو اپنی تحویل میں لے سکتا ہے۔ غیر منقولہ اشیاء سے متعلق اس سے قبل بات ہوچکی، یہاں ذرا ان روایات پر ایک نظر جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیر منقولہ جائیداد یعنی زمینوں سے متعلق انسان کی انفرادی اور ذاتی ملکیت کے حق واختیار کو بیان فرمارہے ہیں۔ چنانچہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من احیاارضاًمیتة فهی له ولیس لعرق ظالم حق" (11)

ترجمہ۔ جو شخص کسی مردہ زمین کو آباد کرے تو وہ زمین اسی کی ہے۔ اور دوسرے کی زمین پر آبادکاری کرنے والے کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من اعمرارضاًلیست لاحدفهواحق" (12)

ترجمہ۔ جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو تو وہ شخص اس زمین کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے کئے ہوئے فیصلوں پر نظر ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقضی انه لیس لعرق ظالم حق" (13)

ترجمہ۔ اور آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کسی ناحق آبادکار کا کوئی حق نہیں ہے۔

اسی کے ساتھ کتب حدیث میں وہ حدیثیں جن میں آپ ﷺ کسی سے اس کی زمین چھیننے سے متعلق وعیدیں بیان فرماتے ہیں، ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ ایسا کرنا کتنا سنگین جرم ہے۔ چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من ظلم قید شبرمن الارض طوقه من سبع ارضین" (14)

ترجمہ۔ جس نے ایک بالشت بھر زمین کسی سے ظلماً چھینی تو اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

صحیح مسلم ہی میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

"من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين" (15)

ترجمہ۔ جس نے زیادتی کرتے ہوئے کسی کی ایک بالشت زمین چھینی تو اس کو روز قیامت سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

کچھ اسی طرح کا مضمون حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "صحیح بخاری" میں بھی مروی ہے جس میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"من ظلم من الارض شيئاطوق من سبع ارضين" (16)

ترجمہ۔ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ حصہ چھین لیا تو اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

حضرت سالم اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من اخذ من الارض شيئابغيرحقه خسف يوم القيامة الى سبع ارضين" (17)

ترجمہ۔ جس نے بغیر کسی حق کے کسی کی تھوڑی سی زمین پر بھی قبضہ کر لیا تو اسے قیامت کے روز ساتوں زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من اخذ شيئا من الارض بغيرحقه طوقه من سبع ارضين لايقبل منه صرف ولاعدل" (18)

ترجمہ۔ جو شخص زمین کا کچھ حصہ ناحق طریقے پر لے لے تو اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا اور اس سے کوئی معاوضہ یا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من غصب رجلاارضاظلمالقى الله وعليه غضبان" (19)

ترجمہ۔ جو شخص کسی دوسرے شخص سے کوئی زمین ظلماً چھین لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا۔

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مسند امام احمد بن حنبل" میں روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ايمارجل ظلم شبرا من الارض كلفه الله ان يحفره حتى يبلغ اخر من سبع ارضين ثم يطوقه الى يوم القيامة حتى يقضى بين الناس" (20)

ترجمہ۔ جو شخص ظلماً کسی کی بالشت بھر زمین لے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بات پر مامور فرمائیں گے کہ وہ اس زمین کو کھودے، یہاں تک کہ سات زمینوں کے آخر تک پہنچ جائے۔ پھر وہ قیامت والے دن اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔

مسند امام احمد بن حنبل ہی میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اعظم الغول عندالله عزوجل ذراع من الارض تجدون الرجلين جارين فى الارض أوفى الدارفيقتطع احدهمامن حظ صاحبه

ذراعا اذا اقتطعه طوقه من سبع ارضين الى يوم القيامة" (21)

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت ایک گز زمین ہے۔ تم اگر دیکھو کہ دو شخص کسی زمین یا گھر میں پڑوسی ہیں پھر ان میں سے ایک شخص اپنے ساتھی کے حصے میں سے ایک گز کاٹ کر لے لے، جب وہ ایسے کرے گا تو قیامت والے روز اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"قلت يارسول الله أى الظلم اظلم- فقال ذ راع من الارض ينقصهاالمرء المسلم من حق اخيه الا طوقها يوم القيامة الى قعرالارض ولايعلم قعرهاالا الله الذى خلقها" (22)

ترجمہ۔میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول سب سے بڑا ظلم کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر ایک گز زمین بھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کے حق میں سے کم کر لے تو اسے قیامت والے روز زمین کی تہہ تک اس کے گلے میں طوق بنا دیا جائے گا۔اور زمین کی تہہ کا علم اس اللہ کے سوا کسی کو نہیں جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

کسی حدیث میں فرد سے چھینی گئی اس زمین کو روز قیامت طوق بنائے جانے کا ذکر، تو کہیں ساتوں زمینوں تک دھنسا دینے کی سزا اور کہیں یہ عمل روز محشر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب، اتنی سخت وعیدیں اس عمل کی سنگینی کی طرف انسان کو متوجہ کرتی ہیں۔اور اس عمل کی سنگینی کی وجہ صرف یہی ہے کہ چھیننے والے نے اس فرد کی ذاتی ملکیت کا احترام نہیں کیا، زبردستی اس سے اس کی زمین چھین لی جو کہ یقینا جرم ہے۔ یہ تمام روایات یہ بات واضح کرتی ہیں کہ اسلام فرد کی ذاتی، شخصی اور انفرادی ملکیت کا مکمل احترام بتلاتا ہے۔اور کسی دوسرے شخص یا حکومت کو اس بات کی اجازت ہر گز نہیں دیتا کہ وہ ناجائز اور ناحق طریقے سے کسی کی ذاتی اور انفرادی ملکیت میں مداخلت کرتے ہوئے اسے غصب کر لے۔

قبیلہ بنو ہوازن کے مال غنیمت کا معاملہ

ایک بہت بڑی دلیل غزوہ حنین کا واقعہ ہے کہ بنو ہوازن سے جب جنگ ہوئی تو مال غنیمت میں کافی سارا مال مسلمانوں کو حاصل ہوا جس میں غلام اور کنیزوں کی بھی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔اور مال غنیمت کا اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ کل مال کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کرنے کے بعد باقی سارا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جس مجاہد کے حصے میں جتنا مال آئے وہ اس کا مالک سمجھا جاتا ہے۔اور اپنے حصے پر ملکیت اس طرح ہوتی ہے کہ غیر کو اس میں تصرف کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن ادھر بنو ہوازن سے متعلق رسول اللہ ﷺ کو یہ امید تھی کہ یہ مسلمان ہو جائیں گے، اسی امید کی وجہ سے آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان مال غنیمت کی تقسیم میں جلدی نہیں فرمائی۔ چنانچہ دس روز سے زیادہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا انتظار فرمایا اور اس پوری مدت میں جب وہ مسلمان نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے مال غنیمت مجاہدین کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

اتفاق سے مال غنیمت کی تقسیم کے بعد بنو ہوازن تائب ہوتے ہوئے مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مکمل

مال کی واپسی سے متعلق خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن چونکہ مال مکمل تقسیم ہو چکا تھا اس لئے آپ ﷺ نے بنو ہوازن سے فرمایا کہ میں نے دس روز سے زیادہ آپ لوگوں کے آنے کا انتظار کیا لیکن جب آپ لوگ نہیں آئے تو میں نے مکمل مال صحابہ کرام کے درمیان تقسیم کر دیا۔ لہٰذا مکمل مال کی واپسی مشکل ہے، اب دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کر لیں، مال کا یا غلام اور کنیزوں کا۔ جس چیز کا انتخاب کروگے وہ چیز آپ کو واپس کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ بنو ہوازن نے غلاموں اور کنیزوں کی واپسی کی خواہش کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاں تک میرے اور میرے خاندان کا تعلق ہے وہ تو میں آپ کو واپس دیدیتا ہوں لیکن باقی لوگوں سے آپ لوگ خود جا کر بات کریں اور ان کے سامنے اس بات کی وضاحت کر دیں کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور میں بھی آپ کی سفارش کر دیتا ہوں، عین ممکن ہے کہ وہ لوگ بھی واپس کرنے پر تیار ہو جائیں۔

ظہر کی نماز میں جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جمع تھے تو بنو ہوازن میں سے بعضوں نے کھڑے ہو کر صحابہ کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام کو اس بات کی ترغیب بھی دی کہ ان کے غلام اور ان کی کنیزیں انہیں واپس کر دی جائیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا

"امابعدفان اخوانکم قدجاء وناتائبین وانی قدرأیت ان ردالیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذٰ لک فلیفعل فمن احب منکم ان یکون علی حظه حتی نعطیه من اول مایفیء الله علینا فلیفعل" (23)

ترجمہ۔ امابعد، بے شک تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کرتے ہوئے آئے ہیں۔ اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کے جنگی قیدی ان کو واپس کر دوں۔ اب آپ لوگوں میں سے جو شخص اپنی خوشی سے اپنے حصے کے غلام اور کنیزیں لوٹانا پسند کرے تو وہ لوٹا دے اور جو شخص اپنے حصے کو باقی رکھنا چاہے تو وہ اس شرط پر اپنے غلام اور کنیز واپس کر دے کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پہلا مال فے ہمیں ملے گا ہم اس میں سے اس کو دیدیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی اس تقریر اور ترغیبی کلمات کے بعد صحابہ کرام رد عمل کیا تھا؟ اس حوالے سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"فقال الناس قد طیبناذٰ لک یارسول الله فقال رسول الله انالاند ری من اذ ن منکم فی ذٰلک وممن لم یاذن فارجعواحتی یرفع الیناعرفاء کم امرکم فرجع الناس فکلمھم عرفاء ھم ثم رجعواالی رسول الله فاخبروه انھم قد طیبواوأذ نوا" (24)

ترجمہ۔ سب لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول یقیناً ہم نے خوشی سے یہ کام کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی۔ لہٰذا آپ سب اپنی اپنی جگہوں کی طرف واپس لوٹ جاؤ اور پھر آپ کے نمائندے آپ کی بات ہم تک پہنچادیں۔ چنانچہ لوگ لوٹ گئے اور پھر ان کے نمائندوں نے ان سے بات کی اور پھر

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ وہ لوگ خوش ہیں اور قیدیوں کی واپسی کی اجازت دیتے ہیں۔

اس واقعے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ ﷺ کی خواہش بھی تھی کہ بنو ہوازن کو ان کا مال واپس کر دیا جائے لیکن ایک حاکم ہونے کے ناطے آپ ﷺ نے صحابہ کرام پر کسی بھی قسم کے جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا اور ان کو اس معاملے میں مکمل اختیار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی رضا اور خوشی سے بنو ہوازن کو مال واپس کر دیں ورنہ روکے رکھیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس واقعے میں صحابہ کرام میں سے بعضوں نے مال واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا، جیسا کہ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں:

"وقال الاقرع بن حابس امااناوبنوتميم فلا-وقال عيينة امااناوبنوفزاره فلا-وقال العباس بن مرداس اما انا وبنوسليم فلا" (25)

ترجمہ۔ حضرت اقرع ابن حابس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے لگے کہ میں اور بنو تمیم مال واپس کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اور حضرت عیینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے لگے کہ میں اور بنو فزارہ بھی اس پر راضی نہیں ہیں۔ اور حضرت عباس بن مرداس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمانے لگے کہ میں اور بنو سلیم بھی واپس کرنے پر تیار نہیں ہیں۔

اس واقعہ سے ملکیت کے سلسلے میں انسانی حق و اختیار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انسان اگر اپنے اموال کا مالک نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مال لے کر بنو ہوازن کو دیدیتے لیکن آپ ﷺ نے ان کی رضامندی اور خوشی کے بغیر اس طرح کا کوئی اقدام نہیں اٹھایا کیونکہ صحابہ کرام اس مال کے مالک بن چکے تھے اور اب ان کی رضامندی اور خوشی کے بغیر اس طرح کرنا جائز نہیں تھا۔ یہ کسی کی ملک میں غیر کا تصرف کہلاتا جو کہ کسی بھی صورت روا نہیں ہو سکتا۔

اور پھر جن صحابہ کرام نے بنو ہوازن کو مال واپس کرنے سے انکار کیا، اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار بھی نہیں فرمایا۔ کیونکہ صحابہ کرام اس مال کے مالک بن چکے تھے اور ان کی طرف سے مال واپس کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ان ہی کا تھا اور یہ ان کا حق بھی تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم فرما چکے تھے۔

حاصل بحث

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرما کر اسے دنیا میں بااختیار بھی فرمادیا۔ گو کہ اس کا اختیار خالق کائنات کے مقابلے میں بیحد کمزور ہے لیکن پھر بھی دنیاوی معاملات اور نظم کا حصہ بننے میں اس کا اختیار مسلم ہے۔ یہ دنیا میں تصرفات کر سکتا ہے، معاملات طے کر سکتا ہے اور اس ضمن میں جب چاہے اشیاء پر قبضہ جما سکتا ہے بشر طیکہ شریعت کے بیان کردہ حدود کے اندر ہو۔ اس سلسلے میں رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا عمل اور آپ کے ارشادات ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ اس حوالے سے آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام کو جو ہدایات فرمائیں اور جو فیصلے فرمائے وہ سب اس بات پر ثبوت ہیں کہ انسان اشیاء کا مالک ہو سکتا ہے۔ غیر کو کسی کی ذاتی ملک میں تصرف سے منع کیا گیا اور اگر اس نے کسی کی ذاتی شے پر قبضہ کر لیا تو اسے حرام قرار دیدیا گیا، یقیناً یہ سب اسی صورت ممکن ہے جب فرد کے اس حق واختیار کو تسلیم کر لیا جائے اور رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اس اختیار کو تسلیم فرمایا ہے جو کہ ہمارے لئے دین کے قانون کا درجہ رکھتا ہے۔

حوالہ جات

(1) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من قتل دون مالہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 1381ھ ء صفحہ 337، جلد 1
(2) قشیری، مسلم بن حجاج، ابوالحسن، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من قصد اخذ مال غیرہ........، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 1375ھ ء صفحہ 81، جلد 1
(3) ایضاً، کتاب البر والصالۃ، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ.....، صفحہ 71۳، جلد 2
(4) سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ، باب اقطاع الارضین، ملتان، مکتبہ امدادیہ، 1361ھ ء صفحہ 80
(5) امام احمد بن حنبلؒ، مسند احمد، بیروت، المکتب الاسلامی، 1405ھ ء صفحہ 491، جلد 3
(6) ہیثمی، علی بن ابوبکر، نورالدین، حافظ، مجمع الزوائد، قاہرہ، مکتبہ القدسی، 1352ھ ء صفحہ 172، جلد 4
(7) مسند احمد، صفحہ 425، جلد 5
(8) مجمع الزوائد، صفحہ 171
(9) ایضاً، صفحہ 172
(10) ایضاً
(11) محمد بن عیسیٰ، ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماذکر فی احیاء ارض الموات، ملتان، فاروقی کتب خانہ، 1393ھ ء صفحہ 165
(12) صحیح البخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب من احیا ارضا، صفحہ 314
(13) مسند احمد، صفحہ 327
(14) صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب تحریم الظلم وغصب الارض وغیرھا، صفحہ 33
(15) ایضاً
(16) صحیح بخاری، ابواب المظالم والقصاص، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، صفحہ 331
(17) ایضاً، صفحہ 332
(18) مجمع الزوائد، صفحہ 175
(19) ایضاً، صفحہ 176
(20) ایضاً، صفحہ 173، جلد 4
(21) ایضاً، صفحہ 341، جلد 5
(22) ایضاً، صفحہ 174
(23) عسقلانی، ابن حجر، حافظ، فتح الباری، لاہور، دار نشر کتب الاسلامیہ، 1401ھ ء صفحہ 33، جلد 8
(24) ایضاً
(25) ایضاً، صفحہ 34